# نو مبائعین کی تربیت کا کام بے حد ضروری ہے۔

# MTA کے ذریعہ دنیا کو پیغام حق دیں اور ان کی تربیت کا کام کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ستمبر 1995ء بمقام سٹی ہال آفن باخ۔ جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ۝۱۶ وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ۝۱۷ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ۝۱۸ (الطارق: 16 تا 18)

پھر فرمایا:۔

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں مومن کو حکم ہے کہ وہ حکمت سے کام لے، تدبیر سے کام لے، بیدار مغزی سے کام لے، سرحدوں پر گھوڑے باندھے یعنی دشمن کی ہر حرکت اور سکون پر نظر رکھے اور خیال رکھے کہ دشمن جب اس کا بس چلے گا شب خون مارنے کی بھی کوشش کرے گا، اچانک حملے کرے گا، جہاں سے تمہیں توقع نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اللہ مومن سے توقع رکھتا ہے کہ ہمیشہ بیدار رہے اور بیدار مغزی کے ساتھ اس بات کا منتظر رہے کہ جب بھی دشمن کوئی کارروائی کرے تو وہ دشمن مومن کو مستعد پائے اور مومن کی جوابی کارروائی ایسی ہو جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس سے پچھلے اس سے نصیحت پکڑیں یعنی جوابی کارروائی میں نہ صرف یہ کہ مستعدی پائی جائے، بجائے اس کے کہ مومن کو دشمن حیران کر سکے، دشمن حیران ہو جائے اور اس قدر حیران ہو کہ اس کے نتیجے میں جو دوسرے منصوبہ بنانے والے پیچھے بیٹھے ہیں وہ اس کا حال دیکھ کر نصیحت پکڑیں۔

اس پہلو سے دعوت الی اللہ کے مضمون کو سمجھنا ضروری ہے۔ دعوت الی اللہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کامیابیاں عطا فرماتا ہے ان کامیابیوں پر اس طرح راضی ہو کر بیٹھ رہنا کہ گویا اب ہم نے اپنے مقصد کو پالیا، جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر لیا اور جو ہمارا ہوا وہ ہمارا ہو چکا ہے۔ یہ تصور درست نہیں، قرآن کریم اس تصور کو جھٹلاتا ہے اور کئی طریقوں سے مومن کو بیدار کرتا ہے۔ ان طریقوں میں سے ایک تو یہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ سرحدوں کی حفاظت کرو یعنی جہاں جہاں سے دشمن نے حملہ کرنا ہے وہاں تمہارے گھوڑے تیار موجود ہوں اور کبھی بھی دشمن تمہیں Surprise نہ دے سکے۔ Surprise کا ایک محاورہ بن چکا ہے۔ انگریزی لفظ ہے لیکن اب دنیا میں عام مشہور و معروف بن گیا ہے۔ فوجی اصطلاح میں Surprise کہتے ہیں ایسے حملے کو جس کی دشمن کو کوئی توقع نہ ہو اور اچانک اس طرح حملہ ہو کہ اس کے پاؤں اکھڑ جائیں کیونکہ توقع نہ ہو تو تیاری نہیں ہوتی، تیاری نہ ہو تو دفاع کے سامان ہونے کے باوجود انسان بسا اوقات انہیں استعمال نہیں کر سکتا۔

پس اس پہلو سے اول تو یہ حکم ہے کہ تمہارے مختلف کناروں سے یعنی جہاں جہاں تمہارے اور دشمن کی سرحدیں ملتی ہیں وہاں ہمیشہ دشمن کے حملوں اور شرارتوں کی توقع رہنی چاہئے اور اس کا احتمال ہمیشہ رہے گا اور تم نے ہمیشہ نظریں رکھنی ہیں کہ کب کس وقت کوئی منصوبہ ہوتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اسی ہدایت کا مرقع تھے یعنی ایک زندہ مثال تھے۔ باوجود اس کے کہ عرب کے ریگستان میں رسل و رسائل کے کوئی اہم ذرائع موجود نہیں تھے اور دور دور کی خبریں آنے میں بہت وقت لگتا تھا مگر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی نظر مشرق کی سرحد پر بھی تھی، مغرب کی سرحد پر بھی تھی، شمال کی سرحد پر بھی تھی، گردوپیش پر بھی تھی اور وہ غزوہ تبوک جس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اس کی وجہ یہی نہیں تھی کہ آنحضرت ﷺ کو یہ علم ہو چکا تھا کہ دشمن اسلام کی سرحدوں پر فوج جمع کر رہا ہے اور بڑے حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ غزوہ تبوک کے نتیجے میں کوئی بڑی لڑائی تو نہ ہوئی کیونکہ قتال کی نوبت نہ آئی مگر بروقت مستعد کارروائی کے نتیجے میں دشمن کے ارادے ٹل گئے اور ان کی فوجیں بکھر گئیں اور انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ایک بہت ہی مستعد اور بیدار مغز مدمقابل ہے تو اس بات کی جرأت ہی نہ ہوئی کہ باقاعدہ جم کر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ؐ کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکتے۔ تو بیدار

مغزی تبلیغ یا جہاد کا ایک ایسا لازمی جزو ہے جس کو ہم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہمیشہ صف اول میں پایا۔ مکہ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کی خبریں آنحضرت ﷺ کو مستقل مل رہی ہوتی تھیں۔ کب قافلہ تیار ہو رہا ہے، کہاں کے لئے تیار ہو رہا ہے، کیا نیتیں ہیں، ان سب باتوں کی اطلاعیں آنحضرت ﷺ کو مسلسل اس نظام کے ذریعے ملتی تھیں جو اس آیت کی ہدایت کے نتیجے میں آپؐ نے جاری فرمایا۔

اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے ایک سبق ہے اور مجھے فکر ہے کہ اس پہلو میں کچھ کمزوری باقی ہے۔ دعوت الی اللہ کے کام کو تو آگے بڑھایا جا رہا ہے خدا کے فضل سے، وقت کے ساتھ ساتھ جماعت زیادہ بیدار مغزی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ، زیادہ سے زیادہ مجاہدین کو اس عظیم جہاد میں جھونک رہی ہے لیکن جو دوسرا پہلو میں نے بیان کیا ہے اس پر ابھی پوری نظر نہیں ہے۔ کئی دفعہ دشمن کے منصوبوں کی اطلاع اس وقت ہوتی ہے جب وہ حملہ کر چکے ہوتے ہیں اور یہ شیوہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کا اطلاعات کا نظام پہلے سے زیادہ بیدار مغزی سے اور مستعدی کے ساتھ دشمن کے حالات کی خبر پر ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اور خبریں حاصل کرنے کا نظام باقاعدہ منصوبے کے ساتھ بنانا ضروری ہے۔ اس پہلو سے پاکستان میں بھی یہ کمزوری پائی جاتی ہے اور دوسری جماعتوں میں بھی یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ اکثر جب شرارت شروع ہو جاتی ہے اور رخنے ڈال دیتی ہے اس وقت اطلاع ملتی ہے کہ دیکھیں یہ ہو گیا۔ اب مثلاً جرمنی ہی کی مثال ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے بوسنیز میں، البانینز میں بہت کام ہوا ہے اور مسلسل ہو رہا ہے۔ جن خدام اور انصار کے سپرد یہ ذمہ داری کی گئی ہے ان پر ہرگز کوئی شکوہ نہیں۔ انہوں نے اپنی جان کی حد تک اپنی تمام طاقتوں کو اس میں جھونک دیا ہے۔ دن رات محنت کر رہے ہیں مگر جتنی زیادہ محنت ہو اتنا ہی پھل عزیز تر ہونا چاہئے کیونکہ بہت محنت کی جو کمائی ہے انسان اس کی زیادہ قدر کیا کرتا ہے۔

پس جماعت جرمنی کو خدا تعالیٰ جو عطا کر رہا ہے یہ درست ہے کہ ان کی محنت سے ان کے کاموں کے مقابل پر بہت زیادہ عطا کر رہا ہے اور ہمیشہ اللہ کا یہی دستور ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ محنت بہت کی جا رہی ہے۔ اگر سب کی طرف سے نہیں تو کم سے کم دس فیصد تو آپ میں سے ایسے ضرور ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان خدمت کے کاموں میں بہت محنت کی توفیق عطا کی ہے۔ تو

محنت کا پھل تو انسان بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس کی بڑی حفاظت کرتا ہے۔ وہ امیر لوگ جن کو ورثے میں جائیدادیں ملی ہوں ان کی نگاہ جائیدادوں پر اور طرح ہوتی ہے۔ کئی ایسے ہیں جوان کو بیچ کھاتے ہیں اور بیچتے چلے جاتے ہیں اور کھاتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا اس لئے کہ ہاتھوں کی کمائی نہیں، اس لئے کہ خون پسینے کی محنت اس میں صرف نہیں ہوئی۔ پس جہاں وہ محنتی ہوں، زمیندار ہوں یا تاجر جنہوں نے دن رات کوشش کر کے جدوجہد کر کے جان جوکھوں میں ڈال کر کچھ کمایا ہو وہ اپنی کمائی کی بڑی حفاظت کرتے ہیں اور اس پر بہت گہری نظر رکھتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو برکت دیتا ہے۔ پس جہاں تک آپ کی محنت کا تعلق ہے اور اس کے مقابل پر پھل کے حصول کا تعلق ہے یہ درست ہے کہ پھل بہت زیادہ ہے مگر کون سے دنیا میں ایسے کاروبار ہیں جہاں خدا محنت سے بڑھ کر پھل عطا نہیں کرتا۔ جب بھی اللہ فضل فرماتا ہے زمینداروں کو دیکھو ایک دانے کے سینکڑوں دانے بن جاتے ہیں اور اگر یہ فضل الٰہی شامل نہ ہو تو انسان کی بقاء کا کوئی سامان ممکن نہیں ہے۔ محنت کے برابر اگر پھل اللہ دے تو انسان کی قوت کا، اس کے زندہ رہنے کا، گزراوقات کا کوئی سہارا نہ رہے۔ کچھ ایسا فضل ہے جیسے بارانی علاقوں میں بارش ہو جاتی ہے، از خود کھیتیاں پانی بھی حاصل کرتی ہیں، نشوونما بھی پاتی ہیں، مرے ہوئے بیج بھی زندہ ہو جاتے ہیں اس کمائی کی اور کیفیت ہوتی ہے۔

پس آپ لوگ اللہ کے فضل سے محنت کر رہے ہیں اور بڑی محنت کی گئی ہے بوسینز کے تعلق میں بھی اور البانینز کے تعلق میں بھی اور افریقین ممالک سے آنے والوں کے لئے بھی اور عربوں کے تعلق میں بھی اور جب یہ خبر ملتی ہے کہ دشمن نے اچانک ان کو بدظن کرنے کے لئے، ان کو آپ سے دور ہٹانے کے لئے ایک منصوبہ ہی نہیں بنایا بلکہ اس پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ اس کے نتیجے میں کچھ لوگ جو پہلے تعلق رکھتے تھے وہ پیچھے ہٹ گئے، یک طرفہ باتیں سن کر ان کے دلوں میں کئی قسم کے توہمات پیدا ہو گئے تو اس وقت مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اگر قرآن کریم کی تمام ہدایت پر عمل کیا جائے تو ایسا کوئی موقع پیش نہیں آ سکتا کہ دشمن کے وار کے بعد جب آپ کو چوٹ پڑے تب پتا چلے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس چوٹ سے پہلے آپ کو چوٹ مارنے کے لئے، چوٹ لگانے کے لئے تیار ہونا چاہئے اور یہ تبھی ممکن ہے جب قرآن کریم کی نصیحت کے مطابق سرحدوں پر گھوڑے

باندھے جائیں اور یہ بہت ہی پیارا محاورہ ہے، بہت عمدہ نقشہ کھینچتا ہے دفاعی نظام کا یعنی مرکز میں اکٹھے نہ رہو، مرکز تو تمہیں ہمیشہ اکٹھا کرنے کا ایک مقناطیس ہے جو اکٹھا رکھتا رہے گا لیکن کناروں پر نظر رکھو تا کہ مرکز یعنی مومن کی جماعت کی جان پر حملے سے پہلے کنارے سے ہی دشمن کو ایسا دھکیل دیا جائے اور ایسا مایوس کر دیا جائے کہ پھر دوبارہ اس سے پچھلے بھی سبق حاصل کریں۔

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ (الانفال:58) جو ان کے پیچھے ہیں ان کو ایسی چوٹ مارو، ایسی سخت کارروائی کرو ان کے متعلق کہ جو پچھلے ہیں جن تک ابھی چوٹ نہیں پہنچی، چوٹ کی آواز ایسی ہو کہ جو ان کے دل دہلا دے اور وہ سمجھیں کہ اس جماعت کے مقابلے کی کوئی ہم میں استطاعت نہیں ہے۔ یہ نظام ہے جس میں ابھی کمزوری پائی جاتی ہے اور اسے آپ کو ضرور جاری کرنا ہوگا۔ ورنہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح پہلے بسا اوقات نہیں تو بارہا ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ نقصان پہنچا ہے اور پھر اطلاع ہوئی ہے، آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ جو بھی نئی قومیں جماعت میں داخل ہو رہی ہیں وہی آپ کے کان، وہی آپ کی آنکھیں بن سکتی ہیں۔ انہی میں ایسے آدمی مقرر ہو سکتے ہیں جو ہر وقت اس بات پر نظر رکھیں کہ دشمن کیا جوابی کارروائی کر رہا ہے اور دشمن کی جوابی کارروائی تو سب جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس لئے اس کا علاج تو بہت ہی آسان ہے۔ جھوٹ تو اندھیرے کی طرح ہے اور اگر روشنی پہنچے تو اندھیرے کے مقدر میں تو بھاگنا ہے۔

پس بسا اوقات ایسے لوگوں کو مختلف قسم کے اندھیرے اپنے اندر گھسیٹ لیتے ہیں اور روشنی ان تک پہنچتی نہیں اور وہ اپنے اپنے دائرے ہی میں آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ واقعۃً ایک بڑی جماعت سے ہمارا تعلق قائم ہوا تھا اور بروقت ہمیں تنبیہ کر کے بچا لیا گیا ہے اور خاص طور پر ان کو یہ تاکید ہوتی ہے کہ ان سے دوبارہ بات کرو ہی نہیں، ان سے ملو ہی نہیں۔ جب یہ آئیں ملنے کے لئے تو کہہ دو کہ ہرگز ہمارے قریب نہ آؤ ہم تمہیں جان چکے ہیں۔ کیا جان چکے ہیں، کیا تم نے دیکھا ہے، کیا نئی بات پائی ہے؟ اس کا کوئی ذکر نہ کرو اور وہ نہیں کرتے۔ چنانچہ جتنے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں ارتداد کے یا دلچسپی لینے والوں کے ٹھنڈا پڑ جانے کے ان میں ہر دفعہ یہی بات محسوس کی گئی کہ ان کو یہ پٹی پڑھائی گئی ہے کہ ان کے قریب نہ جانا، ان کی کسی دعوت کا جواب نہ دینا، ان سے کوئی گفتگو نہ کرنا بس اتنا کہو کہ بس ہمیں تمہاری اب ضرورت نہیں ہے۔

ان اندھیروں کو پھاڑنے کے لئے کئی قسم کی کارروائیاں ممکن ہیں۔ایک تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بیدار مغزی سے ہر وقت کی نگاہ رکھنا۔ جہاں احتمال ہو کہ حملہ ہوگا وہاں حملے سے پہلے تیاری کرنا اور بھرپور جوابی کارروائی کرنا۔بعض جگہ جب ایسا کیا گیا تو جب ان کو ورغلانے کے لئے دشمن پہنچا ہے تو انہوں نے خود دھکے دے کر نکال دیا ہے۔انہوں نے کہا تم نے ہمیں کیا بتانا ہے۔ہم جانتے ہیں تم کیا کہتے ہو اور اس کا جواب بھی ہمارے پاس ہے۔تمہارے پاس سوائے جھوٹ کے ذریعے ورغلانے کے اور کچھ بھی نہیں۔

پس ایک تو یہ مستعد رہنے کا نسخہ ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔آنکھیں کھولنا ہر وقت، صرف آنکھیں کھولنا نہیں بلکہ آگے بڑھ کر دور تک نظر رکھنا۔سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ سرحد پر کھڑے ہوئے انسان کی نظر سرحد پار پر پڑتی ہے اور جو مرکز میں بیٹھا رہے اس کی نظر زیادہ سے زیادہ اپنی سرحد تک جائے گی اس لئے اس کو ہمیشہ Surprise مل سکتی ہے لیکن جو کناروں پر کھڑا ہے وہ عقابی نظروں سے جائزہ لیتا ہے۔دور دور تک اس کی نگاہ پڑتی ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ وہاں کیا تیاری ہو رہی ہے، کیا کام ہو رہے ہیں۔پس اس پہلو سے میں امید رکھتا ہوں کہ صرف جماعت جرمنی ہی نہیں دنیا کی تمام وہ جماعتیں جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعوت الی اللہ کے کام میں بڑی مستعدی سے آگے بڑھ رہی ہیں وہ نظر رکھیں گی اور باقاعدہ اس کام کے لئے شعبے بنائیں گی اور وہ شعبے اس بات پر وقف رہیں گے کہ ہر وقت دشمن کی سازشوں پر نظر رکھیں اور جب نظر پڑتی ہے تو اس کے بعد جوابی کارروائی ہونا بھی تو ضروری ہے اس کے لئے بھی ایک ایسا مرکزی نظام قائم ہونا چاہئے کہ جو ہر اطلاع پر بروقت جوابی کارروائی کرے جو کارروائی بروقت نہ ہو اس سے بھی کوئی فائدہ خاص نہیں پہنچتا کیونکہ پیشتر اس کے کہ کارروائی ہو کچھ نقصان پہنچ جاتا ہے۔وہ انسان جو بیمار دفاعی نظام رکھتے ہیں ان پر جب بیرونی حملہ ہوتا ہے تو بعض اوقات اتنا آہستہ جوابی کارروائی ہوتی ہے کہ وہ بیماری ایک مزمن بیماری بن جاتی ہے یعنی Chronic Disease بن جاتی ہے۔دفاع بھی ہو رہا ہے، ادھر سے جوابی حملہ بھی جاری ہے، کوئی ایک نتیجہ نہیں نکلتا۔اس کو طبی اصطلاح میں کہتے ہیں کہ ریزولیوشن Resolution نہیں ہو رہا۔لڑائی جاری ہے مگر کسی ایک طرف، کسی ایک کروٹ پہ اونٹ بیٹھتا نہیں۔کوئی قطعی، یک طرفہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔مگر صحت مند جسم

ہوتو خطرے کے ساتھ ہی ایسی زبردست جوابی کارروائی ہوتی ہے کہ چند دن کے اندر اندر ہی Resolution ہو جاتا ہے اور ریزولیوشن کا مطلب ہے کہ جو حملہ آور ہیں ان کی لاشیں پیپ کی صورت میں، بدبودار مادوں کی صورت میں وہ جسم سے خارج ہوتی ہیں اور جسم کا نظام ان کو نکال باہر پھینکتا ہے۔تو اس لئے جوابی کارروائی کا نظام بنانا بھی ایک بہت ہی ضروری امر ہے۔اس میں تحریری کارروائی بھی اور دوسرے ذرائع استعمال کرتے ہوئے مثلاً ویڈیو، آڈیو وغیرہ کے ذریعے بھی ایسی کارروائیاں ہونی چاہئیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کا منصوبہ کچھ آگے بڑھے بھی تو بڑی قوت کے ساتھ اسے دھکیل کر باہر پھینک دیا جائے۔

ایک تیسری بات اس ضمن میں بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔وہ لوگ جو دعا سے غافل ہو جاتے ہیں ان کی کوئی جوابی کارروائی بھی فی الحقیقت مؤثر نہیں ہوا کرتی اور دعا والے میں جو جان پڑ جاتی ہے، اس کے اندر جو اعتماد پیدا ہوتا ہے وہ کسی دوسرے میں ممکن نہیں ہے۔بسا اوقات دنیا بھر سے احمدی مجھے لکھتے ہیں یعنی وہ جو دعا گو احمدی ہیں کہ اس طرح کا مسئلہ درپیش تھا بظاہر کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے دل میں تحریک کی دعا کی طرف توجہ مائل ہوئی اور حیرت انگیز طور پر آسمان سے تائیدی نشان ظاہر ہوئے اور دشمن کو تصور بھی نہیں تھا کہ کس طرح اس کو ناکامی ہوگی کیسے اس کو نامرادی کا منہ دیکھنا ہوگا مگر خدا نے غیر معمولی طاقت عطا فرمائی، تائیدی نشان ظاہر فرمائے۔تو مومن کی زندگی محض اپنی جوابی کارروائیوں پر انحصار نہیں رکھ سکتی۔اس ضمن میں بہت سی باتیں ہیں جو پہلے کہہ چکا ہوں اب ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔جوابی سیل کیسے کام کرنا چاہئے، کیا کیا کارروائیاں ہونی چاہئیں، ان کی تفاصیل مختلف مواقع پر جماعتوں کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔

اس لئے اب میں اس حصے پر آتا ہوں کہ دعا کی طرف ایک بیدار توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک وہ دعا ہے جو غفلت کی حالت میں انسان کرتا ہی رہتا ہے اور اس پہلو سے جماعت احمدیہ دنیا کی ایک دعا گو جماعت کے طور پر ابھری ہے۔کوئی دنیا میں ایسی جماعت نہیں جس میں اس کثرت سے اس کے افراد کو دعا سے شغف ہو اور دعا پر یقین ہو، ایک دوسرے کو دعا کے لئے کہتے ہوں، اپنے لئے دعائیں کرتے ہوں، دوسرے کے لئے دعائیں کرتے ہوں لیکن وہ دعا جس کی طرف میں توجہ دلا رہا

ہوں وہ دین کے کاموں کے لئے دعا ہے جس کے لئے بے قراری پیدا ہو اور ایک ذہن ہر وقت اس بات پر تیار ہو کہ جب بھی دین کو کوئی خطرہ لاحق ہوگا میرا دل بے قراری سے اللہ کے حضور جھکے گا اور یہ عادت بن جائے، ایک فطرت ثانیہ ہو جائے کہ جب بھی دین کو کسی نقصان کا خطرہ ہو بے اختیار دل سے بے قرار دعائیں اٹھیں اور جب بھی دشمن سے مقابلہ ہو دعاؤں کے ساتھ طاقت پانے کے ذریعے آپ جوابی کارروائی کریں۔ اس کے نتیجے میں بہت سی برکتیں ملتی ہیں جن کا حقیقت میں تو شمار ممکن نہیں۔ مگر ان قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ جوابی کارروائی کے لئے دماغ روشن ہو جاتا ہے اور وہ وہ باتیں سوجھتی ہیں جو بغیر دعا کے سوجھ نہیں سکتیں۔ دوسرے یہ کہ عمل کی توفیق ملتی ہے۔ ورنہ محض اچھی تدبیریں سوچنا بھی کافی نہیں ہوا کرتا جب تک ان کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بھی نصیب نہ ہو اور پھر غیب سے ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ دعا گو، دعا کرنے والے کا دل پورے یقین سے بھر جاتا ہے کہ یہ میری کوشش کا دخل نہیں بلکہ یقیناً بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدی نشان ظاہر ہوا ہے اور وہ نشان اپنی ذات میں ایک طاقت رکھتا ہے، ایک ایسی عظیم قوت رکھتا ہے جسے شکست دینا دشمن کے بس کی بات نہیں ہے۔

تو وہ جماعتیں جو تبلیغ میں مصروف ہوں، اللہ کے کام میں مصروف ہوں اور اللہ سے مدد لینے میں غافل ہوں ان کی حالت تو بہت قابل رحم ہے۔ خدا کی خاطر وقت خرچ کر رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں، کام اس کا ہے مگر مدد کے لئے اس کو نہیں بلاتے حالانکہ اس کی مدد کے بغیر کوئی کام بھی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اپنا نظام بھی جوابی کارروائی کا بنا رکھا ہے اور اس جوابی کارروائی کے نظام کا دعا سے تعلق ہے۔ جب مومن خدا کو پکارتا ہے تو ایک نظام ہے جو پہلے ہی سے موجود ہے وہ متحرک ہو جاتا ہے۔ اس نظام کا ذکر ان آیات میں ہے جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٦﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٧﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا کہ میں جانتا ہوں کہ دشمن تدبیریں کر رہے ہیں اور بڑی بڑی تدبیریں کر رہے ہیں۔ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا کا مطلب ہے بڑی زبردست تدبیریں کر رہے ہیں۔ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا میں بھی تدبیر کر رہا ہوں ۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا کافروں کو اپنے حال پر تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دے اور دیکھ کہ پھر میری تدبیر کیا نتیجہ ظاہر کرتی ہے۔

یہاں بسا اوقات پڑھنے والے کو یہ دھوکا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کام چھوڑ دو اور ایک طرف بیٹھ رہو اب اللہ کے اوپر معاملہ جا پڑا ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اول تو مخاطب آنحضرت ﷺ ہیں اور آنحضرت ﷺ کا تو ایک لمحہ بھی غفلت کا لمحہ نہیں تھا۔ دن رات جو کچھ بھی طاقت میں تھا خدمت دین میں جھونک رکھا تھا۔ اپنی جان، مال، عزت ہر چیز فدا کر دی تھی خدا کی خاطر، ایک لمحہ بھی آپ کا ضائع نہیں ہو رہا تھا۔

پس آنحضرت ﷺ مخاطب ہوں اور اس کا ترجمہ آیت کا یہ لیا جائے کہ اب تو آرام سے ایک طرف بیٹھ رہ، کام چھوڑ دے صرف انتظار کر، یہ درست نہیں ہے۔ بالکل ناجائز ترجمہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تو کر سکتا تھا وہ تو کر رہا ہے۔ جو کچھ تیرے قبضہ قدرت میں تھا وہ سب تدبیریں تو نے کر ڈالیں لیکن دشمن کی تدبیروں تک تیری رسائی اس لئے نہیں ہے کہ دشمن بہت زیادہ ہے اور مسلسل اندھیروں میں سازشیں کر رہا ہے۔ اس لئے سرحدوں پر گھوڑے باندھنے کے بعد، ہر قسم کی مستعدی کے بعد، وہ اندھیرے گوشے جو پھر بھی باقی رہ جاتے ہیں اور لازماً رہ جاتے ہیں ان کی طرف اشارہ فرمایا جا رہا ہے اور مراد یہ ہے کہ سب کچھ ہو رہا ہے پھر بھی جس حد تک جوابی کارروائی کی ضرورت تھی وہ مومنوں کی استعداد سے باہر ہے۔ اس موقع پر اللہ یقین دلاتا ہے اور یہ وعدہ کرتا ہے کہ کچھ ایسی جوابی کارروائی ہے جو میں کر رہا ہوں، تمہیں اس کی خبر ہی کچھ نہیں اور وہ آسمان سے جاری ہے۔ مہلت دے دے، ان معنوں میں کہ اپنا جہاد تو جاری رکھ مگر ان کو بتا دے کہ کچھ ہونے والا ہے اور جو ہوگا وہ آسمان سے اترے گا اور جب وہ آسمانی کارروائی آئے گی تو تمہاری کچھ بھی پیش نہیں جائے گی۔ یہ پیغام ہے اس آیت کریمہ میں۔

پس دعا کے ذریعے اس الٰہی نظام کو متحرک کرنا مومن کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس کی بقاء کے لئے ضروری ہے۔ اس کے تبلیغی پروگرام کو کامیابی سے آخر تک پہنچانے، جو پھل ملتے ہیں ان کو سمیٹنے، ان کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ انسان دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ان کارروائیوں کی التجا کرتا رہے جن کا مومن کی کوششوں سے کوئی تعلق نہیں اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا کا مطلب ہے تیری کوششوں کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ جب خدا کی تدبیر ظاہر ہوگی تو تمہیں حیران کر دے گی کہ کیسے وہ واقعہ رونما ہوا۔

اب اس کی ایک مثال ہمارے سامنے جنگِ احزاب کی صورت میں ہے۔ جنگِ احزاب کے وقت تمام عرب رسول اکرم ﷺ اور آپؐ کے مٹھی بھر ساتھیوں کو ہلاک بلکہ صفحہ ہستی سے نابود کرنے کا عزم لے کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور تمام قبائل نے مدینے کا گھیرا ڈال لیا تھا اور ایسا سخت گھیرا تھا کہ جس کو توڑ کر باہر سے نہ کوئی غذا حاصل کی جاسکتی تھی، نہ کوئی پیغام بھیجا جاسکتا تھا اور ایک ہی ذریعہ دفاع کا جو انسان کے بس میں تھا وہ یہ تھا کہ خندق کھودی جائے اور دشمن کے حملے کی راہ میں کچھ روک حائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ پس فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ بیٹھ جاؤ اور کچھ نہ کرو اب خدا کرے گا۔ خدا نے تو کرنا تھا اور کیا لیکن کیسے کیا اور اس عرصے میں مومن کیا کرتے رہے یہ بات میں آپ کو غزوہ خندق کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

دن رات محنت کر کے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں نے ایک خندق کھودنا شروع کی۔ بڑی سنگلاخ زمین تھی، سخت پتھر تھے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خوراک کی حالت ایسی گر گئی تھی کہ کئی لوگوں کو مسلسل فاقے کرنے پڑتے تھے لیکن بوڑھے، بچے جوان سارے اس کام میں شامل رہے۔ پس آنحضرت ﷺ سے بہتر وحی الٰہی کو کون سمجھتا تھا۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ بیٹھے رہو، اللہ بھی تدبیر کر رہا ہے، دشمن نے بھی تدبیر کی ہے بلکہ اس غزوہ خندق میں اس مضمون پر اور بھی کئی پہلوؤں سے روشنی پڑ رہی ہے۔ سرحد پر گھوڑے باندھنے کا مضمون ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نظر تمام عرب قبائل پر تھی اور جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اس کی اطلاعیں ملتی تھیں۔ اگر یہ اطلاعیں حملے سے بہت پہلے آپ کو حاصل نہ ہوتیں تو خندق کیسے کھودی جاسکتی تھی۔ وہ خندق کوئی ایک دو دن کا کام تو نہیں ہے، مہینوں کی محنت درکار تھی۔ تمام صحابہ کی قوت یعنی انفرادی قوت کو جمع بھی کر لیا جاتا تو یہ ایک بہت سخت کام تھا کہ مدینے کو چاروں طرف سے جہاں جہاں سے بھی دشمن کے اچانک حملے کا خدشہ ہو وہاں سے خندق کے ذریعے دشمن کو پہنچ سے دور کر دیا جائے اور خندق اتنی گہری ہونی چاہئے کہ اچانک کوئی اس کو پاٹ نہ سکے۔ اتنی چوڑی ہونی چاہئے کہ تیز رفتار گھوڑے بھی چھلانگیں لگا کر اس کے پار نہ اتر سکیں۔ تو یہ خندق کھودنا کون احمق ہے جو سمجھتا ہے کہ چند دنوں کی بات تھی اور اس خندق کی اطلاع بھی دشمن کو مل رہی ہوگی۔ لیکن تیاری اس وقت شروع کر دی تھی حضور اکرم ﷺ نے جبکہ دشمن کے منصوبے ابھی بالکل آغاز میں تھے اور وہ فوجیں جمع کر رہا تھا ابھی اس کا نظام مکمل نہیں ہوا تھا کہ ادھر خندق

شروع ہو چکی تھی اور پیشتر اس کے کہ دشمن ہجوم کر کے مدینے میں داخل ہوتا، اس کی راہ میں یہ خندق کھودی جا چکی تھی اور محنت ایسی تھی کہ اس کی کم مثال دنیا میں ملتی ہے۔ وقار عمل آپ لوگ بھی کرتے ہیں بہت خوشی ہوتی ہے دیکھ کے بڑی محنت کرتے ہیں اور پھر دل چاہتا ہے کہ اس محنت کی داد بھی ملے اور مجھے بھی وقار عمل کے بعد خط ملتے ہیں کہ اس طرح ہم نے اتنے دن وقار عمل کیا۔ مگر وہ وقار عمل جو غزوہ خندق کے موقع پر کیا گیا اس کی کیا شان تھی، اس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ صحابہؓ پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے، دن رات مسلسل محنت میں مصروف تھے۔ کھانے کو روٹی میسر نہیں تھی۔ قسمت سے کچھ کھانے کو مل جاتا تو اسی پر گزارہ کرتے تھے اور اتنی تنگی کی حالت تھی کہ صحابہؓ جو بہت ہی صبر سے کام کر رہے تھے۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تو حد ہوگئی ہے۔ اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا۔ ایک صحابیؓ نے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! دیکھیں پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے یعنی بھوک کی شدت سے جو درد ہوتی ہے، تکلیف ہوتی ہے اس کو روکنے کے لئے عربوں کا دستور تھا کہ پیٹ پہ پتھر باندھ لیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو اس پہ دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا رہنما ہوں لیکن کسی محنت میں تم سے پیچھے نہیں ہوں۔ ہر محنت، ہر قربانی میں تم سے آگے ہوں۔ یہ مضمون ہے فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔ یہ کہاں سے نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ بیٹھے رہو چپ کر کے، ہاتھ پہ ہاتھ دھر لو اور جو کچھ ہے خدا اوپر سے کرتا رہے گا۔ ان لوگوں کے لئے کرتا ہے جو اپنی طاقت کے انتہائی ذرے ذرے کو بھی خدمت دین میں جھونک چکتے ہیں اور پھر کوئی بس نہیں پاتے، پھر بھی کوئی راہ نہیں پاتے۔

پس اس حال میں صحابہؓ نے خندق کھودی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کے نشان دکھائے۔ ساتھ ساتھ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی دعائیں تھیں جو مومنوں کو یقین دلا رہی تھیں کہ اس خندق کے ذریعے نہیں بلکہ آسمان پر ایک کارروائی ہونے والی ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف ہماری حفاظت ہوگی بلکہ ہمیں دنیا پر عظیم غلبہ عطا ہوگا۔ اسی خندق کھودنے کے دوران ایک موقع پر ایک ایسی سخت چٹان حائل ہوگئی کہ اگر اس کو توڑا نہ جاتا تو خندق بیکار ہو جاتی کیونکہ ایک خندق کا حصہ ایسا ہوتا جو دونوں کناروں کو ملائے رکھتا اور اس کے نتیجے میں خندق کا مقصد ہی زائل اور باطل ہو جاتا۔ اب صحابہؓ کی بھی رسول اکرم ﷺ سے عزت اور محبت اور پھر آپؐ پر ایمان کی حالت کو دیکھیں۔ جانتے

تھے کہ رسول اللہ ﷺ فاقوں کی وجہ سے ہم سے بھی زیادہ کمزور ہو چکے ہیں لیکن جب سخت چٹان کو دیکھا کہ کسی طاقتور کی چوٹوں سے بھی نہیں ٹوٹتی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کچھ کریں۔ آپؐ کے کدال کی چوٹیں جو بھی آلہ مارا جاتا ہے اس کی چوٹ سے کچھ ہو تو ہو ہمارے بس کی بات تو نہیں رہی اور آنحضرت ﷺ کو ان سے زیادہ اپنے رب پر ایمان تھا جتنا محمد رسول اللہ ﷺ پر صحابہؓ کو ایمان تھا۔ آپؐ نے گینتی اٹھائی اور فرمایا چلو دکھاؤ کہاں ہے وہ۔ پہلا وار کیا اور اس میں سے ایک شعلہ نکلا اور پھر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اس چٹان کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ پھر آپؐ نے دوسری بار گینتی کو اٹھایا اور بڑے زور سے اس پر وار کیا اس میں سے بھی شعلہ نکلا اور آنحضرت ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ پھر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا اور وہ مضبوط چٹان جو طاقتور صحابہؓ کی چوٹوں سے بھی ٹوٹتی نہیں تھی وہ اس حالت میں ریزہ ریزہ ہوگئی کہ پھر آگے اس کو توڑنا ایک آسان کام ہوگیا۔ ریزہ ریزہ نہیں ایسا شگاف اس میں پڑ گیا کہ جس کے نتیجے میں پھر آگے اس پہ کام کرنا مشکل نہ رہا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ شعلے نکلتے تھے اور آپؐ اللہ اکبر کے نعرے کیوں بلند کرتے تھے؟ آپؐ نے بتایا کہ جب پہلی دفعہ شعلہ بلند ہوا تو خدا نے مجھے کسریٰ کے محلات کی چابیاں دکھائیں۔ پھر دوسری دفعہ شعلہ بلند ہوا تو فلاں علاقے خیبر کی چابیاں یا جس علاقے کا بھی وہ ذکر کیا تھا مجھے اس وقت تفصیل یاد نہیں، تین دفعہ آپؐ کے ہر وار کے نتیجے میں آپؐ کو ایک ایسی خوشخبری دی گئی جو دفاع کی نہیں بلکہ فتح کی خوش خبری تھی۔ یہ وہ مضمون ہے جہاں انسانی تدبیر کام چھوڑ بیٹھتی ہے اور الٰہی تدبیر کا دائرہ شروع ہوتا ہے اور یہی دعا کا مضمون ہے اور یہ آنحضرت ﷺ کی دعا ہی تھی جس نے یہ عظیم الشان نتیجہ پیدا کیا ورنہ انسانی طاقت یا بس میں کہاں یہ بات تھی کہ اس وقت جبکہ اپنی جان کے لالے پڑے ہوں، جبکہ خندق تک کھودنا دشوار ہو رہا ہو، جب یہ ممکن نہ ہو کہ ایک چٹان ہی کو توڑ سکیں اس وقت یہ خبر دے سکے کوئی انسان کہ میں کسریٰ کے محلات کی چابیاں اپنے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں اور فلاں قلعے کو فتح ہوتے دیکھ رہا ہوں اور فلاں قلعہ کو فتح ہوتے دیکھ رہا ہوں اور بعینہٖ ویسے ہوا۔

پس یہ مضمون ہے فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ توڑ کر بیٹھ رہو۔ مراد یہ ہے کہ جو کچھ بس چلتا ہے کر گزرو اور پھر بھی تم دیکھو گے کہ تمہاری

طاقت سے بڑھ کر معاملہ ہے۔ تب یاد رکھنا کہ اگر تم میری طرف جھکو گے تو میں آسمان پر سے ایک تدبیر کروں گا اور وہ تدبیر جب ظاہر ہوگی تو دشمن کی ہر تدبیر کے چھکے چھڑا دے گی اور ہر تدبیر کو ناکام اور نامراد کردے گی۔ پس دعوت الی اللہ کرنے والوں کو آنحضرت ﷺ پر نظر رکھنی چاہئے، آپؐ کے اسوہ سے نصیحت پکڑنی چاہئے، آپؐ کے راہ سے راہ عمل حاصل کرنی چاہئے اور اس طریق پر اگر آپ بیداری مغزی سے دشمن کی کارروائیوں پر نظر رکھیں گے۔ جوابی کارروائی جس حد تک ممکن ہے کریں گے لیکن دعا کرتے رہیں گے کہ اے خدا اپنی آسمانی تدبیر ظاہر فرما تو کمزوری کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کو بڑے بڑے عظیم ممالک اور بڑی بڑی عظیم قوموں کی فتوحات کی خوشخبریاں عطا کرے گا۔ یہ وہ نعرہ تکبیر ہے جو حقیقت میں آسمان کے کناروں تک پہنچتا ہے اور آسمان کے کنارے اس کی قوت سے لرزنے لگتے ہیں۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس طرف نظر کرتے ہوئے الٰہی تدبیر کے لئے دعائیں کریں گے اور یہ تدبیر ظاہر ہو بھی چکی ہے اور ہوتی چلی جارہی ہے۔ اگر آپ آنکھیں بند کرلیں تو الگ بات ہے مگر آپ نظر ڈال کے دیکھیں کہ پاکستان کے علماء نے اور پاکستان کی حکومت نے آپ کے خلاف کیا تدبیر کی تھی۔ وہ ایسا وقت تھا جبکہ جماعت کے بس میں کچھ بھی نہیں تھا، بالکل ناطاقتی کا عالم تھا۔ یہ اطلاع ملتی تھی کہ اب یہ منصوبہ بنا ہے، اب یہ منصوبہ بنا ہے، اب یہ آرڈیننس جاری ہورہا ہے، اب یہ کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ جواب میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ ایسی حالت تھی کہ کچھ کرنے کی صلاحیت ہی موجود نہیں تھی۔ اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی توجہ نہیں تھی۔ دن رات خدا کے حضور جماعت رورہی تھی اور گڑگڑا رہی تھی کہ اے خدا تو ہی ہے ہمارا، ہمارا دنیا میں اور کچھ نہیں ہے۔ اب دیکھو دشمن کے منصوبوں کو خدا نے کیسا الٹایا۔ اس منصوبے کا آخری مدعا یہ تھا کہ آپ کی آوازیں گھونٹ دی جائیں گلوں میں۔ آپ کو اذان تک کہنے کی اجازت نہ ملے۔ آپ کلمہ لا الٰہ الا اللہ بھی بلند آواز سے نہ پڑھ سکیں اور پاکستان میں کہیں ایک جگہ بھی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کی جماعت کو استطاعت نہ رہے۔ یہ وہ منصوبہ ہے جس کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا بڑا سخت منصوبہ بنا رہے ہیں ظالم لوگ۔ ایسی تدبیر کہ اگر چل جائے تو سارا نظام جماعت بالکل معطل اور مفلوج ہو کے رہ جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس بے قرار

جماعت کی دعاؤں کو سنا اور آپ اس آواز کو سن رہے تھے یا نہیں سن رہے تھے مگر آسمان یہ آوازیں دے رہا تھا وَّ اَکِیۡدُ کَیۡدًا اے میرے مظلوم، معصوم بندو، میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا تم کچھ نہیں کر سکتے تو اب دشمن کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور دیکھو کہ میری تدبیر جب نازل ہوگی تو ان کی تدبیروں کا کیا رہے گا۔

اب آسمان سے MTA کے ذریعے خدا نے گھر گھر آوازیں پہنچانے کا نظام جاری فرمایا ہے یہ الٰہی تدبیر ہے جس کا ذکر اس آیت میں ملتا ہے وَّ اَکِیۡدُ کَیۡدًا اور جب ظاہر ہوتی ہے تو بالکل مایوس اور ناکام اور قتل کر کے رکھ دیتی ہے دشمن کو۔ کوئی پیش نہیں جاتی، کوئی چارہ نہیں رہتا۔

آج ہی کی ڈاک میں ایک دشمن احمدیت اخبار کی ایک کٹنگ مجھے موصول ہوئی اس میں جیسا کہ ان کی عادت سے بڑے بول بھی بولے گئے کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ مگر ہر پیرے میں کچھ سطریں مایوسی کے اظہار کی ایسی تھیں کہ جس سے یہ پتا چلتا تھا کہ اب ان کی کچھ بھی پیش نہیں جاسکتی۔ بار بار ایم ٹی اے کو ستے تھے کہ دیکھو اور حالت یہ ہے ان کی حماقت کی اور ظلم کی کہ دیکھو انگریز کا لگایا ہوا پودا MTA کے ذریعے تمام دنیا کو گمراہ کر رہا ہے اور امت محمدیہ کروڑوں کروڑ ہونے کے باوجود ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ان کی راہ میں کوئی روک حائل نہیں کر سکتی۔ کس قدر ظلم کی بات ہے یعنی ایک طرف انگریز کو رکھ رہے ہیں دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو اور اقرار یہ کر رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی امت انگریز کے پودے کے مقابل پر بالکل ناکارہ اور بے کار ہو کے بیٹھ گئی ہے، کچھ بھی اس میں طاقت باقی نہیں رہی۔ کاش ان کو یہ سمجھ آتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی تو پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ نے دشمن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم سمجھتے ہو کہ **میں انگریز کا لگایا ہوا پودا ہوں، میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الفاظ استعمال کئے مگر میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اس دھوکے میں نہ رہنا میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں اور ناممکن ہے کہ خدا کسی کو یہ طاقت دے کہ اس پودے کو اکھاڑ پھینکے۔ آپؑ نے فرمایا جو تدبیریں تمہاری طاقت میں تھیں تم کر بیٹھے ہو اور بھی کر رہے ہو، دعا کی تدبیر بھی استعمال کر کے دیکھ لو۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مشورہ اپنی ذات میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک عظیم دلیل ہے۔** وہ دشمن جو خدا والا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا اس کو دعا کی ہوش نہیں تھی اور جس کو

وہ خدا سے دور کہہ رہے تھے وہ ان کو توجہ دلا رہا ہے کہ اصل فیصلے تو آسمان پر ہوا کرتے ہیں تمہاری زمینی کوششیں کیا کر سکتی ہیں۔ ایک رستہ جس طرف تمہاری نگاہ نہیں ہے ہاں اگر تم سچے ہو اور وہ رستہ کھل جائے تو میرا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، میرا تمام سلسلہ نیست و نابود ہو جائے گا اور وہ دعا کا رستہ ہے۔ **پس آپ نے فرمایا کہ تدبیریں تو کر چکے اب دعائیں کرو اور دعائیں بھی ایسی کرو کہ روتے روتے تمہاری پلکیں جھڑ جائیں، تمہاری آنکھوں کے حلقے گل جائیں، ایسے سجدے میں ماتھے رگڑو کہ تمہارے ماتھے گھس جائیں اور ناطاقتی سے غشیوں کے دورے پڑنے لگیں مگر خدا کی قسم تمہاری ساری دعائیں بے کار جائیں گی کیونکہ میں کسی انگریز کا لگایا ہوا پودا نہیں، میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ کیسے اس پودے کی حفاظت کرنی ہے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے میں بڑھوں گا، پھلوں گا اور پھولوں گا اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔**

پس یہ ہے تدبیر الٰہی جب وہ آسمان سے نازل ہوتی ہے تو حیرت انگیز کام دکھاتی ہے۔ پس MTA کے ذریعے بھی جو پیغام اب ان کے گھروں میں پہنچ رہا ہے بالکل بے کار ہو کے رہ گئے ہیں، منصوبے بنا رہے ہیں، حکومتوں کی طرف دوڑ رہے ہیں، کبھی سعودیہ کی طرف نگاہ ہے کہ وہ پیسے دے، کبھی لیبیا کی طرف دوڑتے ہیں، کبھی ایران کی منتیں کرتے ہیں کہ کچھ کرو، کچھ پیسے دو، ہم بھی ایک سٹیشن کھولیں۔ مگر سٹیشن کھولو گے تو عقل کہاں سے لاؤ گے۔ سٹیشن کھولو گے تو قرآن کا علم کیسے حاصل کر لو گے۔ وہ جماعت جس پر خدا کے فضل نازل ہوں، جن کے دماغ خدا نے روشن کئے ہوں، جن کو اللہ آسمان سے علوم سکھاتا ہو، ان کا مقابلہ تم کیسے کر سکتے ہو۔ **سٹیشن کھولو گے تو اور زیادہ لوگ ہماری طرف متوجہ ہوں گے کیونکہ جو سٹیشن بھی تم بناؤ گے اگر عالمی بھی ہو اور دن رات بھی چلے تو اگر ان میں ناچ گانا نہ ہوا تو کسی نے سننا ہی کچھ نہیں اور جو گندی گالیاں دیتے ہو کتنی دیر دو گے۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں کے دل بھر جائیں گے، لوگ کراہت کرنے لگیں گے یہ کیا داڑھیوں والے مولوی روزانہ آ کر ہر وقت منہ سے جھاگیں نکالتے اور بکواس کرتے چلے جارہے ہیں۔** انسانی فطرت ہے یہ اس کا جواب میں بتا رہا ہوں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہا۔ ان پر ہی کل لوگ لعنتیں ڈالیں گے یہ تم نے سٹیشن کھولا ہے اس پر اتنا خرچ کر رہے ہو قوم کا، نہ کوئی سنے گا ریڈیو سٹیشن ان کے چلتے رہیں، ٹیلی ویژن چلتے رہیں اور سیٹ ہی نہ چلیں تو کن تک یہ آواز پہنچے گی مگر جماعت احمدیہ کا ٹیلی ویژن ہے اللہ کے

فضل سے، یہ چونکہ آسمان سے اترا ہے وَّ اَكِيۡدُ كَيۡدًا کی یہ ایک تفسیر ہے اس لئے دیکھیں کہ یہ روک رہے ہیں پھر بھی لوگ سنتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ جو احمدیت کے نام سے بھی نا آشنا تھے MTA کے ذریعے نہ صرف آشنا ہوئے بلکہ خطوط لکھتے ہیں کہ ظلم ہے ہمارے لئے اتنا تھوڑا پروگرام، ہمیں زیادہ پروگرام دو، ہم روزانہ یہ پروگرام سننا چاہتے ہیں، کبھی بھی آج تک ہم نے کسی ٹیلی ویژن کو اسلامی پروگرام پیش کرتے نہیں دیکھا اگر کوئی حقیقت میں اسلامی پروگرام ہے تو وہ MTA کا پروگرام ہے اور یہ آواز پھیل رہی ہے، اس کی مقبولیت پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ مولوی جتنا چاہیں زور لگائیں اور لگا رہے ہیں کوئی ان کی نہیں سنتا اور زیادہ سے زیادہ لوگ ہمارے Transponder کی طرف رخ کر کے لگاتے ہیں بلکہ بعض ممالک میں تو حیرت انگیز مجھے اطلاع ملی، عرب ممالک کی بات کر رہا ہوں کہ ایک احمدی وہاں وہ ڈش انٹینا کا کام کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ، دو دفعہ کی بات نہیں اب تو اکثر یہ ہو رہا ہے کہ جب مجھے ڈش انٹینا لگانے کے لئے بلایا جاتا ہے تو کہتے ہیں تم MTA لگا سکتے ہو کہ نہیں اگر MTA نہیں لگا سکتے تو جاؤ ہم تم سے نہیں لگوائیں گے۔ اتنی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ اب اس آسمان سے اترنے والی مقبولیت کا یہ کیا جواب رکھتے ہیں ان کی کوئی پیش نہیں جا سکتی۔

لیکن اس ضمن میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا پہلے بھی بہت سے کاموں کی ضرورت ہے، ابھی بہت سے منصوبوں کی ضرورت ہے، وہ منصوبہ خدا بناتا ہے اس کی تائید میں پھر زمین پہ بھی منصوبے بننے چاہئیں۔ جس رخ پہ خدا ہوائیں چلاتا ہے اس رخ پر مومن کو بھی تو آگے بڑھنے کی جدوجہد کرنی چاہئے۔ ہواؤں کے رخ پر چلنے کے لئے ٹانگوں کا استعمال چاہئے اور وہ مومن جن کو خدا نے پر پرواز عطا کئے ہوں، اڑنے کی طاقت ہو ان کو ہواؤں کے رخ پہ اڑتے چلے جانا چاہئے لیکن ٹانگوں کا استعمال نہ کریں، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خاص صلاحیتوں کو جن کو میں مومن کے پر کہہ رہا ہوں، ان کو اگر آپ استعمال نہ کریں تو پھر ان ہواؤں کا کیا فائدہ۔

اس ضمن میں جرمنی کی جماعت خصوصیت سے اس وقت میری مخاطب ہے۔ باقی دنیا کی جماعتیں بھی اسی ذیل میں آتی ہیں مگر میں اس وقت آپ کے ملک میں کھڑا ہو کے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ آپ لوگوں کی کارروائیاں دیکھی ہیں جس طرح خدا کے فضل سے آپ لوگ محنت کر رہے ہیں

جو نتیجے ظاہر ہو رہے ہیں ان کو مزید کامیاب بنانے کے لئے میں آپ کو کچھ باتیں سمجھانی چاہتا ہوں۔ MTA کے تعلق میں اس ایک دور ہی میں اتنے پروگرام تیار ہوئے ہیں کہ اگر آپ ان سے ہی پورا استفادہ کرسکیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی کامیابی ہوگی اور آپ کی بہت بڑی ضرورت پوری ہوجائے گی۔ جلسہ تو تین دن کا تھا لیکن مسلسل اس کے بعد سے پروگرام جاری ہیں۔ صبح، دوپہر، رات جماعت جرمنی کے مختلف علاقوں کے پروگرام ہیں ان میں کارروائیاں ہو رہی ہیں اور کثرت سے لوگ یعنی غیر مسلم بھی اور غیر احمدی مسلم بھی ان میں شامل ہوتے ہیں، ہر قسم کے سوالات کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مجلس کے بعد کھلم کھلا شامل ہونے والے اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری غلط فہمیاں دور ہوئیں، ہمارے دلوں کو اطمینان حاصل ہوا۔ یہ کارروائیاں جس علاقے میں ہوتی ہیں وہاں اگر زیادہ بھی آدمی آئیں تو زیادہ سے زیادہ چند سو ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ایک سو ڈیڑھ سو تک تعداد پہنچتی ہے، بعض دفعہ پچاس، ساٹھ، ستر تک کی تعداد رہ جاتی ہے۔ لیکن جو کارروائی ہے اس کا تعلق ساٹھ، ستر یا سو دو سو سے تو نہیں ہے۔ اس کا تعلق تو ہزاروں لاکھوں سے ہے۔ اگر وہ ہزاروں لاکھوں تک نہ پہنچے تو اس محنت کا بہت تھوڑا پھل ہم حاصل کرسکیں گے۔ اس لئے یہ وہ نظام ہے جس کو بڑے غور اور تدبر کے ساتھ جائزہ لے کر اس کے مطابق منصوبہ بننا چاہئے اور منصوبے پر عمل درآمد شروع ہوجانا چاہئے۔

مبشر باجوہ مرحوم نے ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ میں جب ایک مجلس کو سارے بوسنیز تک پہنچا دوں اور دعا کریں کہ اللہ مجھے توفیق دے۔ اب ان کے نام پر آج انشاء اللہ یا پرسوں ایک سٹوڈیو قائم کیا جارہا ہے اس میں یہی کام ہوں گے۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک دل میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ کوشش کر رہے تھے اور دن رات محنت کرتے تھے۔ مگر اگر وہ کر بھی لیں تو تب بھی حقیقت میں جو اعلیٰ مقصد ہے وہ پوری طرح حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ کہاں تک ایک انسان وڈیو لے کر لوگوں کے پیچھے بھاگے گا اور پھر ان کو اکٹھا کر کے ان کو سنائے۔ جن جماعتوں میں طاقت ہے ان کو کرنا چاہئے مگر اصل ذریعہ MTA کا ہے۔ اگر جو وڈیوز اب تیار ہوئی ہیں ان میں سے ہر وڈیو کے لئے جرمن ورژن German Version الگ تیار ہو، البانین ورشن الگ تیار ہو، بوزنین ورژن الگ تیار ہو، ٹرکش ورژن الگ تیار ہو، Arabic ورژن الگ تیار ہو بلغارین ورژن الگ تیار ہو، رومانین

ورژن الگ تیار ہو تو دیکھیں کتنا بڑا کام ہے۔ لیکن ایک دفعہ یہ کام ہو تو آپ کی بہت سی مشکلات حل ہو جائیں پھر آپ اگر سرحدوں پر گھوڑے باندھیں گے اور وقت پہ آواز دیں گے کہ فلاں طرف ہم خطرے کو محسوس کر رہے ہیں، وہاں خطرے کے آثار دیکھ رہے ہیں تو پہلے ہی سے جوابی کارروائی تیار ہو گی اور آناً فاناً آپ کا پیغام ایم ٹی اے کو پہنچ سکتا ہے کہ اس وقت ہمیں بوسنین میں جوابی کارروائی کے لئے فلاں فلاں کیسٹس کی ضرورت ہے جو پہلے سے تیار شدہ آپ کے پاس موجود ہیں ان کو بوسنین وقت میں چلانا شروع کریں تا کہ پیشتر اس کے کہ غلط فہمیاں دلوں میں جگہ پا سکیں ان کو داخل ہونے سے ہی روک دیا جائے۔

یہ منصوبہ جب تک مکمل طور پر پہلے تشکیل نہ پا چکا ہو اور دفاعی نظام مکمل نہ ہو چکا ہو، اس کا ڈھانچہ مکمل نہ ہو چکا ہو، اس وقت تک اچانک اگر کچھ ہوا اور آپ کو خبر مل گئی تو آپ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے جو بات میں نے شروع میں کہی تھی اس سارے مضمون کو واپس اسی طرح لوٹا رہا ہوں اور اس کے حوالے سے اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے کاموں کو اس طرح مستعد کریں کہ ہر زبان کا ایک سیکشن ہو، اس سیکشن کے لئے وہ تمام ضروریات مہیا ہوں جو اس زبان میں احمدی ویڈیوز تیار کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں کوئی ایسا انسان موجود ہو جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنیادی دینی علوم بھی سمجھتا ہو اور انتظامی صلاحیتیں بھی رکھتا ہو اور پھر ہر زبان میں وہ ویڈیوز اعلیٰ پیمانے پر تیار ہو کر اس کثرت سے ہمیں پہنچنی شروع ہوں کہ ہم پھر یقین کے ساتھ الگ پروگرام جاری کر سکیں۔

میری خواہش ہے کہ اب ایم ٹی اے کے اوپر مستقلاً عربی بجائے اس کے کہ تین دن کا **لقاء مع العرب** ہو کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ کا **لقاء مع العرب** پروگرام چلے اور اس کے لئے مواد بہت ہے۔ اگر میرے دورے کی ویڈیوز کو ہی عربی زبان میں ڈھال لیا جائے اور دیگر جو ویڈیوز تیار ہو چکی ہیں مثلاً قرآن کریم کی کلاسز ہیں، مثلاً دوسرے لوگوں سے سوال و جواب کی مجالس ہیں، ان سب کو اگر عربی زبان میں ڈھال لیا جائے تو مستقلاً ہم روزانہ الگ پروگرام پیش کر سکتے ہیں۔ ہزاروں گھنٹوں کے پروگرام بن سکتے ہیں اور پھر ان میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جن کو لازماً دہرانا بھی ہوگا۔ کیونکہ وہ ایسے مضمون سے تعلق رکھنے والے ہیں جن کو ایک دفعہ بیان کرنا کافی نہیں۔ بعض دفعہ آج ایک بات پوری طرح سمجھ نہیں آئی اگر دہرائی جائے تو پھر کل پوری طرح سمجھ آ سکتی ہے۔ بعض

مضامین گھرے ہوتے ہیں، بار بار سننے پڑتے ہیں، اس کے لئے ہمیں بار بار سنانے ہوں گے اور اس کے علاوہ Audiance بدلتے رہتے ہیں، ٹیلی ویژن Viewers بدلتے رہتے ہیں یہ تو نہیں کہ وہ ہر وقت ٹیلی ویژن سے چمٹا ہوا ہے۔ آج کسی نے کھولا، کل کسی نے کھولا، آج کسی کو کوئی وقت میسر آیا کل کسی کو کوئی اور وقت میسر آیا اسی طرح لوگ دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ جن علاقوں میں آدھی رات کو ٹیلی ویژن کے پیغامات پہنچ رہے ہوتے ہیں وہاں سے آدھی رات کو یا اس کے بعد بھی ایک سننے والا سنتا ہے اور ہمیں خط لکھتا ہے کہ رات میں دیکھ رہا تھا تو اچانک MTA ظاہر ہوا اور اس میں یہ دلچسپ بات میں نے دیکھی، مجھے بتائیں کہ آپ کے پروگرام مستقلاً کن کن لوگوں کے لئے کن کن زبانوں میں جاری ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تو یہ بہت ہی ضروری کام ہیں جو ہونے والے ہیں لیکن اس کے لئے وقت کی بھی بہت ضرورت ہے۔ وقت کا اللہ تعالیٰ نے انتظام پہلے بھی کیا تھا آئندہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ کرے گا۔ کیونکہ گزشتہ ایک سال سے میرے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو رہی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں چوبیس گھنٹے کے ٹیلی ویژن عطا کرے۔ اب تین گھنٹے یا چار گھنٹے یا چھ گھنٹے کی بات نہیں رہی۔ وہی ''دوواں دا ویلا'' والی بات ہے۔ وہ آپ کو لطیفہ سنا چکا ہوں مگر جرمنی کی جماعت کو لطیفوں کا بڑا شوق ہے اس لئے میں پھر سنا دیتا ہوں۔ وہ ایک دفعہ کشتی پر ایک چوہدری اور اس کے ساتھ ایک میراثی سوار ہوئے اور پنجاب کا دستور تھا اور بھی جگہوں پر ہوگا، کہ جب کشتی گرداب میں آتی ہے تو کشتی والا ملاح آواز دیا کرتا تھا کہ سائیں خضر کے نام پر کچھ خیرات ڈال دو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ تو عام طور پر چوہدری صاحب جب بھی میراثی کو ہرانے کی کوشش کرتے تھے میراثی زیادہ ذہین، زیادہ طاق اور چاک و چوبند تھا، وہ ہمیشہ بات الٹا دیا کرتا تھا۔ تو چوہدری صاحب کو خیال آیا کہ اب موقع ہے اس سے انتقام لے لوں اور انتقام لینے کی ایسی سوجھی کہ وہ میراثی بے چارہ کھودا تھا، اس کی داڑھی پہ صرف دو بال تھے اور چوہدری کی بھرپور داڑھی تھی۔ چوہدری صاحب نے جب آواز سنی کہ خواجہ خضر کے نام پر کچھ خیرات دے دینی چاہئے تو چوہدری صاحب نے بلند آواز سے کہا کہ آج بجائے پیسوں کے بہتر ہے کہ داڑھی کے دو بال اتار کر نوچ کر ہم دریا میں ڈال دیں۔ مراد یہ تھی کہ میراثی کی تو صرف داڑھی ہی یہ ہے، ساری داڑھی اکھڑ جائے گی۔ تو میراثی مڑ کے بولا ''چوہدری جی ایہہ دوواواں دا ویلا اے'' کون ہے وہ

خبیث جو ساری داڑھی نہ اکھیڑ کے پھینک دے۔تو یہ تو لطیفے کی بات ہے مگر خدا گواہ ہے کہ ''دوواواں دا ویلا''نہیں رہا۔اب تو سب کچھ جھونک دینے کا وقت آ گیا ہے۔

پس میں تو یہی اللہ سے عرض کرتا رہا کہ اب دو تین گھنٹے کا وقت کہاں رہا اب تو دنیا میں ہر طرف سے طلب پیدا ہو رہی ہے، پیاس بڑھ رہی ہے، مطالبے آ رہے ہیں۔اب دو گھنٹوں میں یا تین گھنٹوں میں یا چھ گھنٹوں میں کیا کام کر سکیں گے۔ہمیں عالمی برادری چوبیس گھنٹوں کے پروگرام دے اور میں نے ہدایت کی ہے اس ضمن مین انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی صورت ہوگی میں امید لگائے بیٹھا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں ضرور چوبیس گھنٹے کے عالمی پروگرام عطا کرے گا اور ان پروگراموں کو بھرنے کے لئے اب یہ کارروائی ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔اگر چوبیس گھنٹے کے پروگرام ہوں تو ہر ملک کی نسبت سے اس کے اوقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ بآسانی دنیا کے ہر ملک کے لئے مناسب حال وقت مقرر کر سکتے ہیں اور وہ زبانیں اس وقت میں چلا سکتے ہیں جو زبانیں ان ملکوں میں بولی جاتی ہیں مگر ان کے لئے تیاری چاہئے۔

اب یورپ کے لئے مثلاً کم سے کم ان زبانوں میں تیاری ہونی چاہئے ۔اس کے علاوہ جرمن پروگرام ہے، پھر فرنچ پروگرام ہے، پھر ڈینش ہے، نارویجئن ہے اور بہت سی زبانیں ہیں یہاں، اٹالین ہے، سپینش ہے۔ان سب زبانوں میں نئے پروگرام بنانے کی تو آپ کو استطاعت نہیں ہے نہ ہمارے پاس وقت ہے۔مگر خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر سے پہلے ہی سے اس کثرت سے ایسے پروگرام بنا دیئے ہیں کہ جن کو اگر ترجمہ کر کے ہم ویڈیوز میں بھر دیں تو ہر زبان کے لئے ایک باقاعدہ معین پروگرام کے مطابق بعض گھنٹے مقرر کر سکتے ہیں۔البانینز کو پتا ہو کہ روزانہ ایک یا دو کون سے گھنٹے ہیں جن میں لازماً ہمیشہ البانین پروگرام سن سکیں گے۔ بوسنیز کو پتا ہو کہ ہماری زبان کا وقت فلاں ہے، جرمنز کو پتا ہو کہ ہماری زبان کے لئے فلاں وقت ہے۔سپینش کو پتا ہو کہ ہماری زبان کا فلاں وقت ہے۔فرنچ کو پتا ہو کہ ہماری زبان کا فلاں وقت ہے۔عرب عین وقت کے اوپر تیار رہیں اس پروگرام کو دیکھنے کے لئے۔ٹرکش اپنے وقت پر اپنے پروگرام کو دیکھنے کے لئے تیار رہیں۔ یہ وہ منصوبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اور میں جیسا کہ ہمیشہ میں نے دیکھا ہے جماعت سے اپیل کرتا ہوں اس یقین پر کہ جماعت ضرور بیداری کے ساتھ لبیک کہے گی اور جماعت جرمنی پر

سب سے زیادہ کام کا بوجھ ہوگا کیونکہ جتنی زبانوں میں آپ تبلیغ کر رہے ہیں، جتنی مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں، آپ کو خدا نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ دنیا میں اور کوئی ملک نہیں ہے جہاں کی جماعت احمدیہ یہ کہہ سکے کہ ہم جرمنی کے برابر قوموں کو تبلیغ کر رہے ہیں، جرمنی کے برابر مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کو پیغام پہنچا رہے ہیں۔ پس یہ سعادت خدا نے بخشی ہے تو اس سعادت کی ذمہ داریوں کو بھی ادا کرنا ہوگا اور وہ ٹیمیں جو اس وقت بنا پا چکی ہیں یعنی ان کو بنایا جا چکا ہے کسی حد تک، ان ٹیموں کو ایک منصوبے کے مطابق کام دے کر اسے آگے بڑھانا ہوگا اور نظر رکھنی ہوگی کہ ہم روزانہ کتنے گھنٹے کام کے پروگرام بنا رہے ہیں، کن کن موضوعات پر بنا رہے ہیں، کون کون سی ویڈیوز ہمارے پاس اکٹھی ہو چکی ہیں۔

اب خطبات کے بھی سلسلے ہیں جو ایسے ہیں کہ جن کو دہرانا بھی ضروری ہے مثلاً گلف کرائسز کے اوپر، عبادتوں کے اوپر اور بہت سے مضامین ہیں جن پر خطبات کے سلسلے تھے جن کی ہمیشہ بار بار یاد دہانی کی ضرورت پیش آتی جائے گی کیونکہ انسان کو یاد دہانی کی ضرورت ہے۔ آپ نے سن بھی لئے ہوں تو آپ کو بھی ضرورت پیش آئے گی لیکن جن قوموں نے سنے ہی نہیں ہیں ان کو کیا پتا کہ جماعت احمدیہ کے کیا پروگرام ہیں، کیا ارادے ہیں، کس نظر سے دنیا کو دیکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا روشنی عطا کی ہے۔ پس ان سب دنیا کی قوموں کو ان کی ضروریات مہیا کرنا، ان کی طبعی پیاس بجھانا جس کا پانی آسمان سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اترا ہے اور وہ وہی پانی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر اترا تھا جس کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است (درثمین فارسی: 89)

یہ جو تم چشمے جاری ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہو عرفان کے، یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے جس سے میں نے یہ فیض پایا ہے اور میں آگے دنیا کو دے رہا ہوں۔

پس پانی تو وہی ہے جو آسمان سے محمدؐ رسول اللہ پر اترا تھا آج کے دور میں ہمیں ساقی بنایا گیا ہے۔ آج کے دور میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکیں بھر بھر کے وہ پانی پلایا گیا اور اسی کے فیض کو جاری کرنے کے لئے ہم خدام آج پیدا کئے گئے ہیں۔ اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذرائع مہیا فرمائے

ہیں۔ پس جس خدا نے ذرائع مہیا فرمائے ہیں مجھے کامل یقین ہے کہ ہماری استعدادیں دیکھ کر ذرائع مہیا فرمائے ہیں یا یوں کہنا چاہئے کہ ہمیں استعدادیں عطا کرنے کے بعد یہ ذرائع مہیا فرمائے ہیں۔ پس جس خدا نے استعدادیں عطا کی ہیں وہی ان کی تسخیر کی بھی طاقت بخشے گا مگر لازم ہے کہ دعا کریں اور دعائیں کر کے ان کاموں کو جاری کریں۔ ایسے ڈیسک قائم ہونے چاہئیں جو مسلسل نگاہ رکھیں کہ اس وقت مثلاً بوسنین میں ہم نے کیا کر لیا ہے، کیا آئندہ کرنا ہے۔ کس قسم کے توہمات پیدا کئے جا رہے ہیں، کس قسم کے شبہات دلوں میں بھرے جا رہے ہیں، ان کے کیا کیا جواب ہونے چاہئیں یہ ساری باتیں بوسنین زبان میں مؤثر طریق پر ان کو پیش کرنے کے لئے جتنا بھی آج تک مواد اکٹھا ہے اس پر وہ ڈیسک نظر رکھے اور پھر Monitor کرے اس بات کو کہ جن خدام، انصار، لجنات کے سپرد یہ کام ہے یعنی خواتین اور بچوں کے سپرد، ان کی پروڈکشن کیا ہے، کس رفتار سے وہ ان کو ٹیلی ویژن پر دکھانے کے لائق پروگراموں میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اور پھر ہمیں مطلع کیا جائے کہ ہر روز کے لحاظ سے اتنے گھنٹے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اور جب کچھ پروگرام تیار ہو جائیں گے اور رفتار کا یقین ہو جائے گا کہ مستحکم ہو چکی ہے تو پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ بڑی خود اعتمادی کے ساتھ اعلان کریں گے کہ آؤ بوسنیز! اب تمہارے لئے ہم نے ہر روز کا فلاں ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے مقرر کر دیئے ہیں، فلاں وقت تم بیٹھا کرو اور دیکھا کرو اور ایک دفعہ شروع ہو جائے تو پھر اس کی عادت پڑ جاتی ہے افیم کی بھی تو عادت پڑتی ہے مگر اچھے پروگرام دیکھنے کی اس سے زیادہ عادت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے پروگرام دنیا کے ذلیل لذتوں والے پروگراموں کو توڑ کر اپنی جگہ خود بنا رہے ہیں اور مطالبہ بڑھ رہا ہے اس کا مزہ ہی اور ہے، اس کی کیفیت ہی اور ہے۔

پس اس بات سے نہ ڈریں کہ کون دیکھے گا۔ آپ پروگرام بنائیں اور مہیا کریں اور ہم عین معین پروگراموں کے مطابق ان کو مختلف قوموں اور زبانیں بولنے والوں کی خدمت میں پیش کریں گے تو پھر دیکھیں کہ کس تیزی سے خدا کے فضل سے احمدیت پھیلتی ہے۔ پھر آپ کا یہ فکر کم ہو جائے گا کہ جو آ رہے تھے ہم نے ان کو سنبھالا بھی ہے کہ نہیں۔ ہمارا کام صرف یہ رہ جائے گا کہ ہر وہ جگہ جہاں خدا کے فضل سے نومبائعین پیدا ہوتے ہیں وہاں کثرت کے ساتھ ڈش انٹینے مہیا کئے جائیں اور اس کے لئے پھر الگ ایک منصوبہ ہوگا۔ ایسی ایک ٹیم بنانی ہوگی جو نظر رکھے، یہ دیکھے کہ پروگرام سے استفادہ کرنے والوں

کے پاس ذرائع بھی ہیں کہ نہیں اور اگر ہم ذرائع مہیا کریں تو ان کے ضائع ہونے کا احتمال تو نہیں ہے۔ ان کی نگرانی کا کیا انتظام ہوگا، کون سی جگہ ہے جہاں وہ پروگرام دکھائے جائیں گے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے گھر میں تو آپ ڈش انٹینا مہیا نہیں کر سکتے نہ ان بے چاروں کے حالات اس وقت ایسے ہیں کہ وہ زیادہ خرچ برداشت کر سکیں۔ پس اس پہلو سے بہت سے کام ہیں، میں نے خلاصۃً آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ بڑی مستعدی کے ساتھ اس میدان میں بھی جماعت، جرمنی دنیا کی ساری جماعتوں کو پیچھے چھوڑ جائے گا مگر پیچھے چھوڑ جائے گا نہیں بلکہ دعوت عمل دیتا ہوا آگے بڑھے گا اشارے کرتا ہوا آگے بڑھے گا کہ ہے جان اور ہے طاقت تو آؤ ہمارے ساتھ آگے بڑھ کے دکھاؤ، اس طرح جو مسابقت کی روح سے ایک عمل کا دور شروع ہوگا وہ انشاءاللہ احمدیت کو فتوحات کے ایک نئے دور میں داخل فرما دے گا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین